از فرطِ مسرت زدم آہی و مُردم　　در عالمِ ارواح رسیدم دمِ دیگر

میں نے خوشی کے مارے ایک آہ بھری اور میری روح قفسِ عنصری سے فوراً عالمِ بالا کی طرف پرواز کر گئی

(۲) میرزا قلیچ بیگ کی علمی خدمات اور اہلِ علم کی رائے :-

(الف) ہم سندھ کے محقق پیر حسام الدین راشدی کی رائے کو یہاں تحریر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حساب لگایا کہ میرزا مرحوم نے غالباً بیس سال کی عمر سے شعر کہنے شروع کیے۔ اور تصنیف و تالیف کا کام بھی اسی عمر میں شروع کیا اور انھوں نے اٹھاون ۵۸ سال میں ۴۵۷ کتابیں لکھیں تو اوسطاً انھوں نے پچاس صفحے کی روزانہ تصنیف و تالیف یا ترجمہ کیا۔ اس طریقے سے انھوں نے سندھی زبان کے ادبیات کی بنیاد قائم کی۔ ان کی یہ خدمت بالکل ناقابلِ فراموش ہے۔

(ب) جب پاکستان کے سابق وزیر اے کے بروہی کو میرزا قلیچ بیگ کی مطبوعہ کتابیں ہاتھ لگیں تو انھوں نے حیدرآباد آکر مرحوم کی لائبریری کا معائنہ کیا اور مرحوم کے اہلِ خاندان سے مل کر بول اُٹھے :

"حدیثِ نبوی میں وارد ہے کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا یعنی میں علم کا شہر ہوں اور اس شہر کے دروازے حضرت علیؓ ہیں" اسی طرح سندھ میں حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ سندھی علم کے شہر ہیں اور میرزا قلیچ بیگ اس شہر کا دروازہ ہیں"

خاندانی روایات کی بنا پر اور اپنی خداداد قابلیت کی وجہ سے میرزا مرحوم بہت جلد علمی اور ادبی کاموں میں مشغول ہو گئے۔ سندھ کی ثقافت نے بھی انھیں ابھارا اور انھوں نے اپنے لیے سندھی ادب میں ایک بلند مقام حاصل کر لیا۔ ان کو چھ زبانوں سے پوری پوری واقفیت تھی اور اسی وجہ سے ایک پختہ کار سندھی شاعر نے انھیں سندھ کا شیکسپیر یا سعدی یا عمر خیام کہا ہے۔

مرحوم کو ترجمہ کرنے میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ انگریزی سے انھوں نے بیکن کے مقالات کو سندھی کا جامہ پہنایا اور فارسی میں شبستری کی گلشنِ راز کو اور غزالیؒ کی کیمیائے سعادت کا

سندھی ترجمہ کیا ہے۔ ایسی کتابوں کا ترجمہ ان سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا۔

وہ مؤرخ بھی تھے اور ساتھ ساتھ جغرافیہ داں، شاعر، ادیب، فلسفی، ماہر علوم نجوم اور افسانہ نگار تھے انھوں نے تقریباً چارسوستاون کتابیں اور رسالے تصنیف کیے ہیں اور ادب اور ثقافت کے میدان میں ایک بہت بڑا ذخیرہ بطور یادگار چھوڑا ہے۔

مختلف زبانوں میں مرحوم کی لکھی ہوئی کتابیں حسب ذیل تعداد میں ہیں :-

۱- سندھی ادب :- ۳۸۵ کتابیں

۲- انگریزی ادب :- ۴۱ کتابیں

۳- فارسی ادب :- ۲۲ کتابیں

۴- عربی ادب :- ۳ کتابیں

۵- اردو ادب :- ۵ کتابیں

۶- بلوچی ادب :- ۱ کتاب

۱۹۲۴ء میں سلطنت برطانیہ نے مرحوم کو ان کی سندھی اور انگریزی زبان کی خدمات کے صلے میں شمس العلماء کے خطاب سے نوازا۔

بلاشک اہل ایران و اہل پاکستان اور بالخصوص اہل سندھ ایسے زبردست عالم، ادیب، شاعر، مترجم، مصنف اور افسانہ نویس پر جس قدر ناز کریں کم ہے۔ ایسے لوگ ملت ایران اور ملت پاکستان کے لیے مایۂ ناز ہیں۔

ہم پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ ہم ان کی کتابوں کا غائر مطالعہ کریں اور اس مردِ خدا کی روح کو فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کریں۔

شاہ اکرام حسین سیکری

مختصر تذکرہ

حضرت شاہ ولی محمدؐ چشتی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ ولایت - سیکرشریف

مختصر خاندانی حالات

۸۲۸ھ میں جب کہ دہلی میں سلطان مبارک شاہ کی حکومت تھی، ایک بزرگ تبلیغ اسلام کے بغداد شریف سے ہندوستان تشریف لائے اور اس ویرانہ میں قیام فرمایا جہاں اب "سنگھانہ" (راجپوتانہ) آباد ہے۔ یہ مقام آپ ہی کے قدم مبارک کی برکت سے آباد ہوا۔ ان بزرگ کا اسم گرامی حضرت حاجی سید ابراہیم بغدادی تھا جو اس خاندان کے مُورث اعلیٰ تھے۔ انھوں نے اپنی تمام زندگی تبلیغ اسلام میں بسر فرمائی اور ۸۹۸ھ میں یہیں وصال فرمایا۔ سادات سنگھانہ کے خاندانی قبرستان میں آپ کا مزار ہے۔ یہ بزرگ حضرت امام علی رضا کی اولاد سے تھے اسی مناسبت سے آپ کا خاندان "رضوی سادات سنگھانہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ ان کا نسبی سلسلہ اسوقت سے لے کر اب تک خدا کے فضل سے برابر جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین۔

اس خاندان کے افراد اگست ۱۹۴۷ء تک بدستور سنگھانہ میں آباد تھے۔ آزادیٔ ہند کے وقت نارنول اور قرب وجوار کے علاقوں میں جو دردناک لاقانونیت، خوں ریزی اور مار دھاڑ کا

ہنگامہ برپا ہوا تھا اور جس میں ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو شہید کردیا گیا تھا، سنگھانہ بھی اس کی لپیٹ میں آگیا تھا۔ چنانچہ مجبور ہوکر اس خاندان کے تمام افراد کو سنگھانہ چھوڑنا پڑا اور سب لوگ پاکستان آکر حیدرآباد سندھ میں مستقل طور پر آباد ہوگئے۔

صاحب تذکرہ حضرت شاہ ولی محمد چشتی رح اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے جو پہلے سیکر (شیخاواٹی۔ راجپوتانہ) کے راؤ راجہ پرتاپ سنگھ جی کے طبیب خاص کی حیثیت سے سیکر تشریف لے گئے تھے اور اس کے بعد اپنے شیخ طریقت کے حکم سے ہمیشہ کے لیے یہاں کے ہوکر رہ گئے۔

ولادت اور شجرہ نسب

زبدۃ العارفین حضرت مخدوم شاہ ولی محمد چشتی رح آخر ۱۲۱۸ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ راجپوتانہ کی قدیم تاریخی بستی سنگھانہ کو آپ کا مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے :-

(۱)۔۔۔ حضرت شاہ ولی محمد چشتی رح

(۲)۔۔۔ حضرت حاجی حکیم مولوی سید امانت علی شاہ رح

(۳)۔۔۔ حضرت حکیم مولوی سید شرف الدین حسین رح

(۴)۔۔۔ حضرت حکیم سید باب اللہ شاہ رح

(۵)۔۔۔ حضرت سید محمد ناصر رح

(۶)۔۔۔ حضرت میراں حکیم سید مرتضیٰ چشتی نظامی رح

(۷)۔۔۔ حضرت حکیم سید مصطفیٰ چشتی نظامی رح

(۸)۔۔۔ حضرت سید سعید فاضل رح

(۹)۔۔۔ حضرت سید صالح رح

(۱۰)۔۔۔ حضرت سید حمید عارف رح

(۱۱)۔۔۔ حضرت حاجی سید ابراہیم بغدادی ثم السنجالوی رح (مورث اعلیٰ سادات سنگھانہ و بانیٔ قصبۂ مذکور)

(۱۲)۔۔۔ حضرت ملا سید محمد بغدادی رح

(۱۳)۔۔۔ حضرت سید جلال صوفی رح

(۱۴)___ حضرت سید محمود شہید رح

(۱۵)___ حضرت سید نظام الدین مخدوم زادہ رح

(۱۶)___ حضرت مخدوم سید ابوالخیر رح

(۱۷)___ حضرت سید داؤد رح

(۱۸)___ حضرت سید بہاؤ الدین رح

(۱۹)___ حضرت سید ابوالفتح رح

(۲۰)___ حضرت سید عبدالعزیز رح

(۲۱)___ حضرت سید ابراہیم رح

(۲۲)___ حضرت امام علی رضا رض

(۲۳)___ حضرت امام موسیٰ کاظم رض

(۲۴)___ حضرت امام جعفر صادق رض

(۲۵)___ حضرت امام محمد باقر رض

(۲۶)___ حضرت امام زین العابدین رض

(۲۷)___ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

(۲۸)___ امام الاولیاء، شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ

اس طرح ستائیس (۲۷) واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاکر مل جاتا ہے۔ ۱۲۲۳ھ میں جب آپ کی عمر تیرہ (۱۳) سال تھی، آپ نے پڑھنا شروع کیا اور اپنے زمانہ کے ماہر علوم میں کامل دستگاہ حاصل فرمائی۔ دیگر علوم کے ساتھ ساتھ اپنے آبائی فن علم طب کو بھی خاص طور پر حاصل فرمایا۔

۱۲۳۲ھ میں بعمر بائیس (۲۲) سال آپ نے باقاعدہ اپنا مطب شروع فرمایا۔ ۱۲۳۸ھ میں آپ ہی کے خاندان کی ایک خاتون سے آپ کی شادی ہوگئی۔ اسی سال آپ کے والد بزرگوار حضرت مولانا حکیم سید امانت علی شاہ صاحب رح فریضۂ حج کی ادائیگی کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ واپسی پر ۱۲۳۹ھ میں ان کا وصال ہوگیا۔

اپنے عہد کے مروجہ علوم حاصل کرنے کے بعد بھی آپ کی علمی تشنگی باقی رہی۔ چنانچہ آپ نے ۱۲۲۲ھ میں بار دیگر تعلیمی سلسلہ شروع فرما دیا۔

۱۲۴۹ھ میں بسلسلہ ملازمت جودھپور تشریف لے گئے، تھوڑے عرصہ کے بعد اس ملازمت کو ترک فرما کر ۴ ذی الحجہ ۱۲۵۰ھ میں سیکر میں طبیب خاص کے عہدہ پر مامور ہوئے۔

۱۲۵۲ھ میں راؤ راجہ صاحب سیکر نے آپ کو سرکاری عہدہ وکالت پر بھی مامور کردیا۔ چنانچہ آپ نے نہایت احسن طریقہ پر ریاست سیکر کے حقوق کی حفاظت فرمائی۔ چونکہ وکالت کے سلسلے میں آپ کو بار بار جے پور جانا پڑتا تھا۔ اس کے دوران آپ حضرت مسکین شاہ صاحب کے مرید ہوگئے اور اپنا زیادہ وقت عبادت اور ریاضت میں بسر فرمانے لگے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت مسکین شاہ صاحبؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز فرما دیا۔

۱۲۶۴ھ میں آپ کے مرشد نے حکم فرمایا کہ ملازمت چھوڑ دو۔ چنانچہ آپ نے ملازمت چھوڑ دی۔ اسی سال آپ نے اپنے نام کی مہر بنوائی۔ ترک ملازمت کے بعد آپ لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے کام میں ہمہ تن مصروف ہوگئے اور اپنا قیام شہر سے باہر اس مقام پر کرلیا، جہاں اب مزار شریف ہے۔ سب سے پہلے آپ نے ایک مسجد تعمیر کرائی اور کنواں بنوایا۔ مسجد کے اندر ہی ایک حجرہ میں آپ نے بقایا عمر بسر فرمائی۔

آپ سرزمین سیکر پر پہلے بزرگ ہیں جنھوں نے یہاں شمع اسلام روشن فرمائی اور طریقت کی بزم آراستہ کی۔ اپنے اوقاتِ عبادت سے فارغ ہونے کے بعد سارا وقت اسلام کی تعلیمات عام کرنے میں لگاتے تھے، گمراہ لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھاتے تھے۔ لوگوں کو تعلیم حاصل کرنے پر تیار کرتے تھے۔ برائیوں کو ترک کرنے اور بھلائیوں کو اختیار کرنے پر تیار کرتے تھے۔ مسائل شریعت سے عوام کو آگاہ کرتے تھے۔ ہندوانہ رسم و رواج اور غیر اسلامی طرز حیات کو ترک کراتے تھے اپنے عہد کے تمام مسلمانوں کو صحیح معنی میں مسلمان بناتے تھے۔ بدکردار لوگوں کو پیار اور محبت سے اپنے نزدیک لاکر نیک کردار بنا دیتے تھے۔ قرآن اور حدیث پڑھنے اور پڑھانے پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ فقہ حنفی کو آپ نے اس سرزمین رائج کیا۔ مردوں اور عورتوں کو ذکر جہر کرنا سکھایا۔ لوگوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن فرمائی۔ تمام فرقوں اور قوموں کو باہم